قاتلوں پر شفقت یا سربجیت سنگھ سے الفت؟

جناب وزیراعظم نے محترمہ بے نظیر بھٹو کے یوم پیدائش کے موقع پر قاتلوں کی سزائے موت عمر قید میں بدل دی ہے۔ان کا یہ اقدام،ان کے اختیارات سے متجاوز ہے۔ہم اس فیصلہ کے قانونی اور اسلامی محاکمہ سے پہلے یہ بتانا چاہیں گے کہ یہ سارا ڈرامہ ہندوستانی جاسوس کشمیر سنگھ کے بعد سربجیت سنگھ کی رہائی کیلئے رچایا گیا ہے۔اس میں مہرے کے طور پر انصار برنی کو برتا گیا تھا اور اب وزیراعظم کو بطور شاہ حرکت دی گئی ہے اور شاطر پیچھے کوئی اور ہے۔

اسلام میں قصاص،مقتول کے وارثوں کا حق ہے۔انہیں حق حاصل ہے کہ خون بہا لے لیں،خون معاف کر دیں یا قانونی چارہ جوئی کے ذریعے قاتل کو سزا دلائیں۔مقتولین کے ورثاء نے سالہا سال کی عدالتی کاروائی اور اللہ جانے کن مالی،ذہنی اور جسمانی مشکلات میں سے گزر کر اپنے پیاروں کے قاتلوں کو،کیفر کردار کے مرحلہ تک پہنچایا تھا۔ ان کے گھر،ان کی جائیدادیں اور مواشی بکے ہوں گے،کتنی مائیں،سال ہا سال کی جانگسل عدالتی کاروائی کے بعد اس دن کی منتظر تھیں،جب قاتلوں کی مائیں بھی اسی طرح روئیں گی،جس طرح وہ اپنے مقتول بیٹوں کی میتوں پر کبھی روئی تھیں۔کتنی ہی بیوائیں منتظر تھیں کہ ان کے خاوندوں کے قاتلین سزائے موت پائیں گے اور یوں ان کے زخم رسنا بند کر دیں گے۔کتنی ہی بہنوں کے اکلوتے بھائی قاتلوں نے قتل کئے تھے اور وہ منتظر تھیں کہ قاتلوں کے لاشے بھی ان کی بہنوں کے سامنے پڑے ہوں گے جس طرح ان کے اکلوتے بھائیوں کے لاشے ان کے سامنے ڈالے گئے تھے۔کیا وزیراعظم اتنے بے درد ہیں کہ انہوں نے اتنے دردمندوں کے درد کا درماں ہوتے ہوتے روک دیا۔اگر محترمہ بے نظیر کے یوم پیدائش کا یہی تقاضا تھا تو وہ پیپلز پارٹی والوں سے کہتے۔اس پارٹی میں بھی تو کئی مقتولین کے وارث ہوں گے۔انہیں آمادہ کرتے اور وہ قاتلین کو معاف کرتے تو کم از کم بی بی مرحومہ سے ان کی عقیدت کا پتہ بھی چل جاتا۔یہ اس مسئلہ کا انسانی پہلو ہے۔اب ہم اس کا اسلامی پہلو لیتے ہیں۔قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔﴿ولكم في القصاص حيوة﴾[البقرة:١٧٩]''اور تمہارے لئے قصاص میں حیات ہے''۔یہ قرآن کا بیان ہے۔وزیراعظم نے قصاص کو روک کر حیاتِ انسانی پر کاری ضرب لگائی ہے۔قرآن مجید کی تردید کی ہے۔خلافِ اسلام اقدام ہے۔ غلام کے بدلے غلام یعنی اگر غلام کو غلام قتل کرے تو سزائے موت پائے گا۔عورت کی قاتلہ اگر عورت ہو تو پھانسی پائے گی۔ناک کان کے بدلے ناک کان کاٹا جائے گا،اور زخم کے بدلے اتنا ہی زخم لگایا جائے گا۔وزیراعظم کو قصاص کا

اسلامی فلسفہ کیوں یاد نہ رہا؟ وہ ایک بڑی گدی کے سجادہ نشین بھی ہیں۔ کیا بقول ان کے اس مرکز روحانیت سے یہی صوفیانہ اور روحانی درس ملا ہے جس سے ہزاروں وارثانِ مقتولین کی روحیں بے چین ہو کر بلبلا اٹھی ہیں؟ کیا تصوف کے اس آستانہ سے ایسے ہی روح پرور نغمے پھوٹتے ہیں جن سے مظلوموں کی ارواح کلبلا جاتی ہیں؟ ہم ان کے اس سراسر غیر اسلامی فیصلے کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتے ہیں اور مولانا قبلہ فضل الرحمٰن صاحب سے استدعا کرتے ہیں۔ کچھ تو کہیئے کہ لوگ کہتے ہیں ...... ''مولانا کیوں منقارِ زیر پر ہیں''۔

وہ شریک اقتدار ہوتے ہیں تو رسوائے زمانہ حقوق نسواں بل پاس ہو جاتا ہے۔ غیر جمہوری سترہویں ترمیم ان کے بابرکت تعاون سے منظور ہو جاتی ہے۔ وہ آگے بڑھیں، وزیر اعظم کا ہاتھ پکڑیں اور ان سے یہ سراسر غیر اسلامی فیصلہ بدلوائیں اور اگر وہ نہ مانیں تو بھروہ کریں جو انہوں نے خود ہی فرمایا تھا کہ ''ہمیں اپوزیشن میں بیٹھنے کا مینڈیٹ ملا ہے''۔

اب میں اس مسئلہ کا قانونی جائزہ پیش کرتا ہوں۔ وزیر اعظم ملک کا انتظامی سربراہ ہوتا ہے۔ وہ عدلیہ کے ماتحت ہوتا ہے۔ وہ عدلیہ میں مقتولین کے خون کا مدعی ہوتا ہے۔ اسی لئے تو قاتل کو عدالت سے سرکار بنام ...... کی پکار ہوتی ہے۔ سٹیٹ مظلوم کے ساتھ ہوتی ہے۔ قاتل کے ساتھ نہیں ہوتی۔ وزیر اعظم اپنے اختیار کی کتاب کھولیں اور اس کا بغور مطالعہ کریں، اس میں ان کا کوئی ایسا اختیار درج نہیں ہے جس کے تحت وہ عدالتی فیصلوں کو بدل دیں۔ اور نہ ہی محترمہ بے نظیر کے یومِ ولادت پر قیدیوں کی رہائی یا ان کی سزاؤں میں تخفیف کی کوئی قانونی یا آئینی شق موجود ہے۔ وزیر اعظم اگر یہ خیال کرتے ہیں کہ سزائے موت کے قیدیوں کو معاف کر کے وہ چند ہزار ووٹوں کا سیاسی فائدہ حاصل کر لیں گے۔ تو اتنے ہی ووٹ ان دردمند گھرانوں کے ضائع بھی کر لیں گے جن کے زخموں پر وہ نمک پاشی کریں گے۔ پھر یہ لوگ مظلوم ہیں اور ان کی آہ اور ربِ تعالیٰ کے درمیان فاصلہ بالکل نہیں ہوتا۔

ے ترس از آہِ مظلوماں کہ ہنگامِ دعا کردن اجابت از درِ حق بہرِ استقبال می آید

ہم صدر مملکت کے اس اختیار کو سراسر غیر اسلامی، غیر انسانی اور غیر آئینی سمجھتے ہیں جس کے تحت وہ قاتلوں کی سزاؤں میں تخفیف کرتا ہے یا انہیں بری کرتا ہے۔ ایسے اختیارات کے استعمال کے مواقع پر مقتولین کے مجبور و مظلوم ورثاء کے بے بس جذبات کا بھی خیال رکھنا واجب ہے۔ ہم مقتولین کے ورثاء کو مشورہ دیں گے کہ وہ سپریم کورٹ آف پاکستان میں وزیر اعظم کے اس غیر اسلامی، غیر آئینی اور غیر انسانی فیصلہ کو چیلنج کریں۔ فتح ان کی ہوگی۔ ساتھ ہی چیف جسٹس آف پاکستان سے استدعا کریں گے کہ وہ از خود نوٹس لیتے ہوئے وزیر اعظم کے اس فیصلے کو کالعدم قرار دے ڈالیں...... قوم اپنے منصفِ اعلیٰ سے اس ناانصافی کو روک دینے کی التجا کرتی ہے۔

وزیر اعظم دل پر ہاتھ رکھ کر بتائیں کہ محترمہ بے نظیر کے قتل کا انہیں کتنا گہرا صدمہ ہے اور وہ قاتل تک پہنچنے

میں کتنے بے تاب ہیں اور وزیراعظم ہوتے ہوئے مملکت کے تفتیشی اداروں پر لات مار کر تفتیش اقوامِ متحدہ میں لے گئے ہیں؟ آخر کیوں؟ صرف اسی لئے کہ قاتل کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے! اس سے پہلے یہی تفتیش برطانوی اداروں سے کرائی جا چکی ہے مگر قصاص کا جذبہ انہیں اور جناب زرداری کو چین نہیں لینے دیتا۔ ہم اس کی تائید کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ قاتل پکڑا جائے اور اپنے کیئے کی سزا پائے۔ گو کہ ہم مستورات کی سیاست کے خلاف ہیں لیکن مرحومہ بی بی صاحبہ بہرحال پیپلز پارٹی کی لیڈر تھیں، اور اگر وزیراعظم کو واقعی بی بی مرحومہ کے قتل ناحق کا صدمہ ہے تو اس صدمہ پر نظر کر کے بتائیں کہ اگر قاتل اب تک پکڑا جا چکا ہوتا، اسے مجاز عدالت سزائے موت دے چکی ہوتی اور وہ پھانسی کے انتظار میں کوٹھی لگا ہوتا تو کیا وزیراعظم یہ فیصلہ کرتے اور وہ قاتل بھی اس فیصلے سے فیض یاب ہو کر چودہ سال بعد دندناتا ہوا باہر آ جاتا؟ وہ ہرگز ایسا نہ کرتے! بات وہی ہے کہ یہ سراسر غیر اسلامی، غیر قانونی اور غیر انسانی فیصلہ سربجیت سنگھ کو بچانے کیلئے کیا گیا ہے۔ اس کی سزائے موت، مبدل بعمر قید ہوگئی ہے اور عمر قید کے برابر بلکہ اس سے زیادہ قید وہ کاٹ چکا ہوا ہے۔ عنقریب اسے انصار برنی یا ان کا کوئی بروز پھولوں کے ہار ڈال کر وی۔ آئی۔ پی پروٹوکول کے ساتھ واہگہ بارڈر پر کشمیر سنگھ کی طرح بھارتی حکام کے حوالے کر دے گا۔ ایک نعرہ انصار برنی کیلئے، دوسرا ہندوستان کی کامیاب ڈپلومیسی کیلئے اور تیسرا اس شاطر اعظم کیلئے جو شطرنج کی اس بساط پر مہرے حرکت میں لاتا ہے مگر خود پس پردہ رہتا ہے اور افسوس ہے وزیراعظم پر جو صرف مہرہ اور وہ بھی صرف پیادہ ثابت ہوئے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

(الحمدللہ کہ چیف جسٹس نے وزیراعظم کے اس غیر منصفانہ اور بے رحمانہ حکم کا ازخود نوٹس لے لیا ہے)

جماعت اہل حدیث پاکستان کے ناظم اعلیٰ مولانا محمد رمضان سلفی کا سانحۂ ارتحال

مورخہ 13 مئی بروز منگل جماعت اہل حدیث پاکستان کے ناظم اعلیٰ، ممتاز عالم دین مولانا محمد رمضان سلفی مختصر علالت کے بعد انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم عرصہ 15 سال سے جماعت اہل حدیث پاکستان کے ناظم اعلیٰ اور جلو موڑ کی مرکزی جامع مسجد اہل حدیث کے بانی وخطیب اور صوبائی امن کمیٹی کے ممبر چلے آ رہے تھے۔ اس کے علاوہ انہوں نے تحریک ختم نبوت، تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ میں بھرپور کردار ادا کیا۔ رئیس الجامعہ نے شیخ الحدیث حافظ عبدالغفار روپڑی اور حافظ عبدالوہاب روپڑی سے اظہارِ تعزیت کیا اور مرکزی جامع مسجد چوک اہل حدیث جہلم میں مولانا مرحوم کی خدمات کو سراہا اور نماز جمعہ کے بعد ان کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھائی۔

جامعہ کے سالانہ جلسہ تقسیم اسناد اور تقریب صحیح بخاری شریف کا التواء

احباب کو مطلع کیا جاتا ہے کہ جامعہ کا سالانہ جلسہ تقسیم اسناد اور تقریب صحیح بخاری شریف موسم کی شدت، موسم برسات اور لوڈ شیڈنگ کی وجہ سے ملتوی کر دیا گیا ہے۔ اب یہ کانفرنس ذوالقعدہ (نومبر) کے اوائل میں ہوگی (ان شاءاللہ)